Regd No L 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹ تار کا پتہ: الفضل لاہور

# روزنامہ الفضل

لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳
سہ ماہی ۷
ماہوار ۲/۱ ۲

یوم چہار شنبہ
۲۲ شوال سنہ ۱۳۷۱ ہجری

جلد ۴۰/۶ | ۱۶ وفا ہش ۱۳۳۱ | ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۵۲ء | نمبر ۱۶۷

## اخبار احمدیہ

لاہور ۱۵ جولائی۔ مکرم نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کو بخار ۱۰۰ کے قریب ہے۔ گذشتہ رات سانس کی تکلیف بھی بہت زیادہ رہی احباب صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا جاری رکھیں۔

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں اور پروفیسر محبوب عالم صاحب خالد کے ہاں تعلیم الاسلام کالج میں مقیم ہیں۔

مکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کی والدہ صاحبہ جنہیں صحابیہ ہونیکا شرف حاصل ہے آجکل میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ چونکہ پتہ میں پتھری ہے اس لئے خیال ہے کہ چند روز بعد اپریشن ہوگا احباب شفائے کاملہ ...

## عالی ظرفی اور فراخ حوصلگی کی تابندہ مثال

### وزیر اعظم مصر کے نام چوہدری ظفر اللہ خاں کا ذاتی پیغام

قاہرہ ۱۰ جولائی۔ پاکستانی ناظم الامور نے گذشتہ رات وزیر اعظم و وزیر خارجہ مصر حسین سری پاشا کو وزیر خارجہ پاکستان چوہدری محمد ظفر اللہ کا ایک ذاتی پیغام دیا۔ کہا جاتا ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خاں نے اس پیغام میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ان کی طرف سے مفتی مصر کے تعنیہ کو ختم شدہ تصور کیا جائے۔ نیز معلوم ہوا ہے کہ ظفر اللہ خاں نے حکومت مصر کے ان اقدامات کا بھی شکریہ ادا کیا ہے کہ جو اس ضمن میں فوری طور پر عمل میں لائے گئے تاکہ اگر مفتی مصر کے بیان کا کوئی ناخوشگوار اثر رونما ہو تو اس کا خاطر خواہ ازالہ کیا جا سکے۔ (بحوالہ اے۔ پی۔ پی)

(روزنامہ ڈان کراچی ۱۲ جولائی ۵۲ء)

## احرار کنونشن کی ناکامی

لاہور ۱۳ جولائی۔ آج یہاں علماء کی نام نہاد کنونشن خلاف توقع بالکل ناکام رہی۔ کیونکہ معروف علماء اور مذہبی لیڈر اس میں شرکت سے محترز رہے۔ شریک ہونیوالوں میں سب سے بڑی تعداد خود احراری مولویوں کی تھی جن میں مقامی جمعیت العلماء پاکستان کا ایک فریق بھی شامل تھا۔ برکت علی محمڈن ہال کا باقی مختصر سا اجتماع محض ناقابل ذکر مولویوں پر مشتمل تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ حاضری خود منتظمین کے لئے اس درجہ ہزیمت کا باعث تھی کہ انہیں پنڈال سے کترانے اور بند کمرے میں اجلاس کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا نامور علماء اور مذہبی فرقوں کے امام اس کنونشن میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ انہوں نے محسوس کر لیا تھا (م) کہ یہ بعض مذموم سیاسی اغراض کے تحت منعقد کی جا رہی ہے۔

یہ امر تعجب خیز ہے کہ کنونشن کے کرتا دھرتا یعنی احراریوں کیلئے اس موقعہ پر جماعت اسلامی کے لوگ بہت محو ثابت ہوئے۔ اور بہت سے غیر معروف مولوی جو بار بار ہال میں آنے اور جاتے رہے انہیں سے تعلق رکھتے تھے۔

(روزنامہ ڈان ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۵۲ء)

# ہمیں اختلافات سے بالا ہو کر اپنی تمام قوتیں پاکستان کے استحکام کیلئے وقف کر دینی چاہئیں

## اگر ہم اہل پاکستان فرقہ وارانہ عصبیت سے باز نہ آئے تو اس کے نتائج انتہائی خطرناک ہوں گے

لاہور ۱۵ جولائی۔ مشرقی بنگال اسمبلی کے دو ممبران مسٹر عبدالخالق اور مسٹر حفیظ الدین احمد نے کل ایک خصوصی ملاقات کے وقت فرقہ وارانہ عصبیت کی مذمت کرتے ہوئے سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نامہ نگار کو بتایا کہ یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ ہمیں رنگ نسل اور عقائد کے اختلافات سے بالا ہو کر اپنی تمام قوتیں پاکستان کے تحفظ و استحکام کے لئے وقف کر دینی چاہئیں۔ ہم مذہبی تنازعات میں ہی الجھے ہوئے ہیں۔ مشرقی بنگال اسمبلی کے ہر دو ممبران نے جو گھریلو صنعتوں کی آل پاکستان کانفرنس میں شرکت کیلئے آئے ہوئے ہیں سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید کہا۔ مذہبی منافرت کا یہ وقتی و افتراق کو ہوا دے کر نہ صرف پاکستان کو کمزور کر دے گا بلکہ اس کی بدولت پاکستان کی سالمیت کا خطرے میں پڑ جانا بھی لازمی ہے۔ بیرونی دنیا کی نگاہ میں پاکستان کے وقار کو صدمہ پہنچنے کے علاوہ ان اہم مسائل پر بھی اس کا برا اثر پڑیگا جو آج پاکستان کو درپیش ہیں۔ ان مسائل میں کشمیر کا خاطر خواہ حل مسلم ممالک کے ساتھ مضبوط روابط کا قیام اور ہندوستان کے ساتھ باہمی تعلقات کی استواری بھی شامل ہے۔ انہوں نے مزید کہا ان مہلک جھگڑوں سے زیادہ اور کوئی چیز دشمن کو خوش نہیں کر سکتی۔ مشرقی پاکستان کے لوگوں کے دلوں میں دلیرانِ پنجاب کا بیحد احترام تھا۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ وہ دشمن کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں ہمیں بیحد افسوس ہوا ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ جو لوگ مذہبی منافرت کو ہوا دے رہے ہیں وہ اسلام کے دشمن ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مشرقی پاکستان میں مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ عصبیت کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ انہوں نے دعا کی کہ خدا تعالیٰ اہل پنجاب کو سمجھ عطا کرے۔

لاہور ۱۵ جولائی۔ گھریلو صنعتوں کی دو روزہ کانفرنس آج یہاں ختم ہو گئی۔ کانفرنس میں ان صنعتوں کو ترقی دینے کیلئے بعض اہم فیصلے کئے گئے

## تری پورہ میں فرقہ وارانہ فساد

کلکتہ ۱۵ جولائی۔ اطلاع ملی ہے کہ ہندوستان کی ریاست تری پورہ میں زبردست فرقہ وارانہ فسادات رونما ہو گئے ہیں۔ فسادیوں نے مسلمانوں کے ۵۰۰ گھروں کو لوٹنے کے بعد نذر آتش کر دیا۔ لوٹ مار کے علاوہ ریاست میں قتل و غارت کی بھی متعدد وارداتیں ہوئیں۔

# جو لوگ پاکستان میں فرقہ وارانہ جھگڑے پیدا کرتے ہیں وہ وطن کے بدترین دشمن ہیں!

## مذہبی منافرت کی موجودہ تحریک ہر سلیم الفطرت انسان کے نزدیک قابل مذمت ہے پنجاب کے مسیحی لیڈروں کا مشترکہ بیان

لاہور ۱۵ جولائی۔ پنجاب کے بعض مسیحی لیڈروں نے ایک مشترکہ تحریری بیان میں اس امر پر زور دیا ہے کہ جو لوگ پاکستان میں فرقہ وارانہ جھگڑے پیدا کر رہے ہیں وہ وطن کے بدترین دشمن ہیں۔ انہوں نے اپنے بیان میں بعض نازک مسائل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اہل پاکستان سے اپیل کی ہے کہ وہ ملکی مفاد کے پیش نظر اس قسم کے تمام جھگڑوں کو فوراً ختم کر دیں۔

بیان جاری رکھتے ہوئے ان مسیحی لیڈروں نے جن میں پاکستان کرسچین زمیندارہ لیبر لیگ کے مسٹر ظفر اقبال ظفر مسٹر جے اقبال۔ مسٹر ایم۔ ایل مائیکل اور مسٹر ایم صادق مسیح شامل ہیں کہا ہے کہ اختلاف عقائد کی بناء پر احمدیوں کو اقلیت قرار دینا درست نہیں ہے اگر آج احمدیوں کو اقلیت قرار دیا گیا تو کل شیعہ صاحبان یا اور کسی فرقے کی باری آجائے گی۔ ہم ملتِ اسلامیہ کے تمام فرقوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ باہم دست و گریبان نہ ہوں اور اس طرح دنیا کے سامنے اپنا مضحکہ نہ اڑوائیں۔ انہوں نے مزید کہا ہے کہ ہم اختلافِ عقائد کی بحث میں جانا نہیں چاہتے لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ اسی پاکستان میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو کل تک پاکستان اور قائد اعظم کے بدترین دشمن تھے۔ یہ لوگ پہلے بھی مسلم لیگ کو تباہ کرنے کی کوشش کرتے رہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اس قسم کی تحریکیں چلا کر پاکستان کے امن و امان کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ مذہبی منافرت کی موجودہ تحریک ہر سلیم الفطرت انسان کے نزدیک حد درجہ قابل مذمت ہے۔ اگر اس تحریک کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو اس کی تہہ میں ایک منظم سازش اور چند خود غرض لوگوں کا ذاتی مفاد کارفرما نظر آئے گا۔

انہوں نے اپنے بیان میں چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کی ملکی خدمات کو سراہتے ہوئے اس امر پر بھی زور دیا ہے کہ پاکستان کے بدخواہ جانتے ہیں کہ چوہدری صاحب موصوف کی موجودگی میں وہ اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے وہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ سے پاکستان میں آپ کے خلاف شورش برپا کر رہے ہیں۔ آخر میں انہوں نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ وہ ایسی تدابیر عمل میں لائے کہ جن سے ملک سے بدامنی کا امکان دور ہو اور نفاق انگیز سرگرمیوں کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو جائے۔

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پرنٹنگ پریس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور

مورخہ ۱۶ جولائی

# ہمارے پاس صرف اسلام کا پستول ہے

جیسا کہ ہم نے کل عرض کیا ہے "نام نہاد علماء کی کنونشن" جو گزشتہ اتوار کو منعقد ہوئی۔ محض مودودیوں اور احراریوں کی کنونشن تھی۔ اور اس میں صرف ان لوگوں کو دعوت دی گئی تھی۔ جو یا تو شروع ہی سے مسلم لیگ اور پاکستان کے دشمن چلے آتے ہیں یا بعد میں مسلم لیگ سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ احراریوں اور مودودیوں نے سوائے چند ایک کے اپنے ڈھب کے بدنام کنندہ نکو نامے چند علماء کہلانے والوں کو اکٹھا کر لیا تھا۔ اور محض ایک سیاسی عجائب گھر سجا لیا تھا۔ یہ کہنا کہ کنونشن میں ہر خیال کے علماء جمع ہوئے محض مودودی اور احراری قسم کی دروغ بافی ہے۔ صرف چند آدمیوں کے ناموں کا اعلان ظاہر کرتا ہے۔ کہ باقی سب بھرتی کے لوگ ادھر ادھر سے محض شمولیت کرنے والوں کی تعداد زیادہ دکھانے کے لئے بلا لئے گئے تھے۔ اگر یہ درست نہیں ہے، تو ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ علماء کے نام شائع کئے جائیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ یہ تمام کاروبار جیسا کہ خود مسلم لیگی اخبارات کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ احراریوں اور یا ان کے حلیف( ) مودودیوں کا تھا۔ اور اس سے کسی مسلمان عالم کو قطعاً کوئی تعلق واسطہ نہیں تھا۔ البتہ چند ایسے لوگ بھی اس میں بلا لئے گئے تھے جو کسی نہ کسی طرح مسلم لیگ کے اور مسلم لیگی حکومت کے دشمن ہیں۔ اور جنہوں نے محض اپنے سیاسی سٹنٹ کے پیش نظر بیچارے احمدیوں کو دشنام طرازی کا نشانہ بنانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

ان سیاسی جاہ طلبیوں نے مطالبات بھی عجیب عجیب گھڑے۔ ان میں ایک مطالبہ وہ ہے جو جناب عبدالستار خان نیازی نے کیا ہے۔ جناب نیازی صاحب ایک مدت سے خزاں رسیدہ پتہ کی طرح کسی دیوار سے خاموش چپکے ہوئے تھے۔ فضا میں اسے صلیب دو "اسے صلیب دو" کی آواز گونجی تو ان کے منہ میں بھی پانی بھر آیا۔ حالانکہ بقول اقبال

پتہ گیا خزاں میں جو شاخ شجر سے ٹوٹ

انہیں سمجھنا چاہیئے تھا کہ اس چند منٹ کی دشنام طراز ہنگامہ آرائی سے وہ کبھی اپنی کھوئی ہوئی جنت کو دوبارہ حاصل نہیں کر سکتے۔ اور احراریوں اور مودودیوں جیسے دشمنان پاکستان کی ہاں میں ہاں ملا کر وہ مسلمانوں کے سنجیدہ طبقہ میں اپنا رہا سہا وقار بھی ضائع کر دیں گے۔ انہیں سوچنا چاہیئے تھا کہ کیا پاکستان کا کوئی شریف مسلمان احراریوں اور مودودیوں سے بات بھی کرنا پسند کرتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو پاکستان کو علی الترتیب پلیدستان اور جنت الحمقاء کہتے آئے ہیں۔ اور جب ان کی خواہشات کے خلاف پاکستان معرض ظہور میں آگیا ہے۔ تو اب اس کی تخریب کے لئے اختلاف اعتقادات کی بناء پر مسلمانوں کے مختلف گروہوں کے درمیان منافرت پھیلا رہے ہیں، تاکہ قائداعظم کا اصول اتحاد کا شیرازہ منتشر ہو جائے۔ اور دشمنان پاکستان جو اس کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ اسکو اپنا سہل شکار بنا لیں۔

سیاسی اختلاف بے شک جائز ہے۔ لیکن یہ اتنا بھی نہیں بڑھنا چاہیئے۔ کہ آدمی اپنے وطن کے مفاد سے بالکل اندھا ہو جائے۔ آپ نے ابتدائی جماعتوں میں یہ نظم تو پڑھی ہوگی۔

اگر آگ کے پاس بیٹھوگے جاکر
تو اٹھوگے اک روز کپڑے جلا کر
جہاں عطر کھنچتا ہو جاؤ وہاں گر
تو ہو جائے گی تم میں خوشبو سراسر
داناؤں نے یہ باتیں یونہی نہیں کہہ ڈالیں۔

احراریوں اور مودودیوں میں بیٹھ کر یہی ہے ناکہ آپ بھی زیادہ سے زیادہ احراری یا مودودیہ بن جائیں گے۔ یا آپ کے دل میں یہ خیال ہو گا کہ ان کا اب ساتھ دینے سے وہ بھی کبھی آپ کا ساتھ دیں گے۔ تو یاد رکھیئے۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

احراری اور مودودیئے تو پیسے کے یار ہیں۔ کیا آپ کے پاس اتنا پیسہ ہے جتنا معروف دشمنان پاکستان انہیں دے سکتے ہیں۔ جو غیبی سہارے ان کو اب حاصل ہیں۔ کیا ان سہاروں کا مقابلہ آپ کر سکتے ہیں۔ آپ نے کنونشن میں شمولیت سے زیادہ سے زیادہ جو کیا ہے وہ اس قدر ہے۔ کہ آپ نے ان کے تخریبی ارادوں کو تقویت پہنچائی ہے۔ آپ نے غلطی سے ان کی خود غرضانہ دعوت کو اپنے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھ لیا ہے۔ اور یہ زعم باطل پکا لیا ہے۔ کہ وہ گویا آپ کے ساتھی بن گئے ہیں۔ حاشا و کلا

آپ ایک علم دوست آدمی معلوم ہوتے ہیں، مودودیوں ایسے نیم ملاؤں کی صحبت میں سوائے کج فکری کے آپ کیا سیکھ سکتے ہیں۔ پھر کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ ؎

"کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

آپ نے کنونشن میں روزنامہ "احسان" کی رپورٹ کے مطابق فرمایا ہے کہ

مرزائی اسلام اور پاکستان کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں . . . . . . . . .

مرزائیوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہمارے دشمن ہیں اور ایک متوازی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں . . . . .

جس طرح اسرائیل عرب دنیا کے سینے پر ایک تنا ہوا پستول ہے۔ اسی طرح ربوہ پاکستان کے سینے پر ایک تنے ہوئے پستول کی حیثیت رکھتا ہے۔

مولانا نیازی صاحب کیا آپ اس فصیح و بلیغ فقرہ طرازی سے "اپنے مسلمانوں" میں احساس کمتری نہیں پیدا کر رہے ہیں؟ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ ایک خالص تبلیغی جماعت ہے۔ وہ مودودیوں کی طرح سیاسی جماعت نہیں۔ ورنہ وہ بھی انکی طرح انتخابات کی جنگیں لڑتی ہوتی۔ البتہ ربوہ واقعی ایک پستول آپ کو نظر آتا ہے۔ اگر وہ پستول ہے۔ تو صرف اسلام کا پستول ہے جس میں صرف تسبیح و دعا کی گولیاں ہیں۔ چونکہ ان گولیوں کا آپ کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اس لئے آپ ان کی تخریب و تحریف کے لئے مطالبات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں، یہ امر آپ کی بے بسی کے اور آپ کے علم دین کے دیوالیہ پن پر دلالت کرتا ہے۔ آپ میدان علم و عمل میں احمدیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے احراریوں اور مودودیوں کی طرح اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے ہیں اور صرف فتوے بازی کا سہارا ہی نہیں لے رہے بلکہ حکومت سے استمداد کرتے ہیں۔ اس حکومت سے جس کو آپ دن رات تہ و بالا کر دینے کی تجاویز سوچتے رہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کو احمدیت کے اصولوں سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ آپ تو اسکو محض ایک سیاسی سٹنٹ کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ کہ شائد پھر دن پھر آئیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو محض ذاتی انتفاع کا خیال ہے۔ وطن کی یا اسلام کی کوئی پروا نہیں۔ ورنہ آپ کبھی ایسی کنونشن میں حصہ نہ لیتے۔ جو قائداعظم مرحوم کے اصول اتحاد کی صریح خلاف ورزی پر محمول تھی۔ اور جس کی غرض اختلاف عقائد کی بناء پر ملک میں فرقہ بندی کی فضا پیدا کرنے کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔

مولانا۔ آپ اتنا تو بتایئے کہ ایسے جھوٹ بولکر آپ کس اسلام کی تائید کر رہے ہیں؟ کیا آپ حشر کے دن اللہ تعالےٰ کو یہی جواب دیں گے۔ کہ اے داور حشر ہم نے جھوٹ بول بولکر تیرے اسلام کی حفاظت کی

(باقی دیکھیں صفحہ ۸)

## الفضل کا خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نمبر

## احرار کے پھیلائے ہوئے فتنہ انگیز مغالطوں کے جواب میں

### ۲۵ جولائی ۱۹۵۲ء تک شائع ہوگا

(۱) بزرگان و ائمہ سلف کے بیان کردہ خاتم النبیین کے معانی اور عقائد (۲) جماعت احمدیہ کا عقیدہ کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں (۳) احرار کے سیاسی اعتراضات کا جواب (۴) احرار کی فتنہ انگیزی کے تار ہلانے والا کون ہے؟ (۵) احرار کی سیاسی شور و شر کی غرض و غایت بے نقاب کر کے پاکستان کے بہی خواہان کو حقیقت سے آگاہ کیا جائے گا۔ ۲۴ صفحات ہوں گے ـــ اہل قلم اصحاب ان میں سے کسی موضوع پر جو مضمون لکھیں۔ اس اعلان کے تین دن بعد تک ارسال کر دیں۔ وقت بہت تھوڑا ہے۔

پرچہ کی اشاعت زیادہ کرنے کے لئے قیمت ۲ر برائے نام رکھی گئی ہے۔ جو دوست اشاعت کے لئے پرچہ لیں انہیں ۲ر میں پرچہ دیا جائے گا۔

جماعت کے عہدہ داران وقت کی اہمیت کے پیش نظر ابھی سے حلقہ اشاعت وسیع کرنے کی سکیم بنا لیں۔ اور مطلوبہ تعداد سے دفتر ہذا کو جلد اطلاع دیں۔

ایسے اصحاب جو خود پرچہ تقسیم نہ کر سکتے ہوں۔ وہ اپنی طرف سے اعانت کی رقم دفتر ہذا میں بھجوا دیں۔ اور ان شرفاء کے اسماء سے بھی مطلع فرمائیں۔ جن کو وہ پرچہ بھیجنا چاہتے ہوں۔ دفتر ہذا بذریعہ ڈاک رعائتی شرح (- فی پرچہ) میں پرچہ بھجوا سکتا ہے۔ جبکہ عام شرح سے ار خرچ ڈاک ہوگا۔ اس خرچ کی بچت احباب کو ہو سکتی ہے۔

احباب کرام کو اس کی اشاعت میں عملی طور پر اور رقوم اعانت بھیجکر ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ اس موقعہ پر کہ طبائع میں تلاش حق کا جذبہ موجزن ہے۔ یہ پرچہ کی اشاعت بے حد مفید اور احباب کرام کے لئے ثواب کا موجب ہوگی۔

(ایڈیٹر و مینجر الفضل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

# جہاں تک ہو سکے تکلیف اٹھا کر وقت سے پہلے چندہ ادا کرنیکی کوشش کرنی چاہئیے

## مئی، جون میں چندہ تحریک جدید ادا نہ کر سکنے والے دوست ماہ جولائی اگست میں ادائیگی کر کے اپنی غفلت کا کفارہ کریں!

## جس قربانی کیلئے اپنے آپ کو طوعی اور نفلی طور پر پیش کیا جائے اسمیں غفلت اور سستی کے کوئی معنی نہیں

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۵ جون ۱۹۴۱ء

ذیل میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطبہ جمعہ جو حضور نے جون ۱۹۴۱ء میں چندہ تحریک جدید کے بارے میں ارشاد فرمایا حضور کی اجازت سے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ حضور نے اس خطبہ میں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ چندہ تحریک جدید جس قدر جلد ممکن ہو سکے ادا کر دیا جانا چاہیئے۔ اور جو دوست مئی، جون میں ادا نہیں کر سکے انہیں جولائی اگست میں ادا کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے۔ اُمید ہے جملہ عہدیداران دوست اس ماہ پوری کوشش فرمائیں گے کہ انکی جماعتوں کی زیادہ سے زیادہ وصولی اس مہینہ میں ہو جائے۔ بالخصوص دفتر دوم کی وصولی کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ ابھی وصولی سات ماہ گزر جانے کے باوجود صرف ۳۶% ہے۔ جن جماعتوں کی وصولی اس ماہ کے آخر تک ۷۰ فیصدی تک پہنچ جائے گی اُن کے عہدیداران کے نام حضرت اقدس کے حضور دُعا کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ والسلام

وکیل المال تحریک جدید۔ ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

تحریک جدید کے مالی سال میں سے بہت سے مہینے گزر چکے ہیں اور اب ساتویں سال کے (موجودہ اٹھارھویں اور آٹھویں سال کے) قریباً پانچ مہینے باقی ہیں سوائے ان مستثنیات کے کہ بعض لوگ مجبوریوں کی وجہ سے زیادہ مہلت لے لیتے ہیں یا دوسرے ممالک میں رہنے والے ہیں یا ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں رہتے ہیں باقی سب کے نومبر کے آخر تک بارہ مہینے پورے ہو جائیں گے۔

مجھے خوشی ہے کہ اس سال تحریک جدید میں چندہ لکھانے والوں میں سے ایک معتدبہ حصہ نے یہ کوشش کی ہے کہ ان کا وعدہ مئی میں پورا ہو جائے۔ چنانچہ اس سال گذشتہ سال کی نسبت مئی کے مہینہ تک پندرہ ہزار روپیہ کی آمد زیادہ ہوئی ہے۔ مگر سال کو مدنظر رکھتے ہوئے درحقیقت ابھی وعدوں کا نصف حصہ وصول ہوا ہے۔ حالانکہ سات مہینے گزر چکے ہیں اور پانچ مہینے باقی ہیں۔

پھر اس وصولی میں بیرونی جماعتوں کا بھی ایک حد تک چندہ شامل ہے جنکی مہلت نومبر کے بعد بھی جاری رہتی ہے انکو اگر نکال دیا جائے تو ہندوستان کے چندہ میں سے ابھی نصف بھی وصول نہیں ہوا۔ مگر بہرحال بعض گزشتہ سالوں سے اس سال اچھی وصولی ہوئی ہے اور وقت پر ہوئی ہے لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے ابھی کثیر حصہ چندہ دینے والوں کا ایسا ہے جن کی رقوم وصول نہیں ہوئیں اور دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔ اسلئے میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس چندہ کو جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کریں۔

### یہ چندہ طوعی ہے اور وعدہ کرنیوالا خوشی سے اپنے اوپر ذمہ داری عائد کرتا ہے

یہ چندہ جیسا کہ میں نے بار بار توجہ دلائی ہے طوعی ہے اسمیں کسی پر جبر نہیں کیا جاتا، کوئی تعیین نہیں ہوتی، کوئی زور نہیں دیا جاتا بلکہ ہر شخص اپنی مرضی، اپنی خواہش، اپنے ظرف اور اپنے ایمان کی وسعت کے مطابق چندہ لکھواتا ہے۔

ہزاروں ہزار ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو تحریک جدید میں چندہ نہیں لکھواتے اور انہوں نے سات سالوں میں سے ایک سال میں بھی حصہ نہیں لیا مگر انکو کوئی برا نہیں کہتا اسلئے کہ یہ فرضی چندہ نہیں کہ اگر کوئی شخص اس میں اپنا وعدہ نہ لکھائے تو اُسے کہا جائے کہ اس نے جماعت کے فرائض کو ادا نہیں کیا بلکہ جو شخص بھی چندہ دیتا یا چندہ ادا کرنیکا وعدہ کرتا ہے وہ اپنی خوشی سے یہ ذمہ داری اپنے اُوپر عائد کرتا ہے۔ اور اسلئے کرتا ہے تا نوافل کے ثواب میں وہ شریک ہو جائے۔

### نوافل کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان نوافل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ہر حرکت جو وہ خدا تعالیٰ کی طرف کرتا ہے اسکے جواب میں خدا اس سے زیادہ حرکت کرتا ہے۔ اگر وہ ایک قدم چلتا ہے تو خدا دو قدم چل کر آتا ہے اور اگر وہ تیز چلتا ہے تو خدا دوڑ کر اسکی طرف آتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا۔ اسی طرح بندہ خدا کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا اس کے ہاتھ بن جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے اور خدا اسکی آنکھیں بن جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے اور خدا اسکے پاؤں بن جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے۔ گویا ایسے بندے اور خدا کے درمیان ایسا اتصال اور اتحاد پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کی خواہشات خدا تعالیٰ کی خواہشات ہو جاتی ہیں۔

کوئی بندہ خدا نہیں بن سکتا۔ بندہ بندہ ہی ہے اور خدا خدا ہی مگر الوہیت کی چادر اوڑھنے کا ذریعہ یہ ہے کہ انسان خدا کے ساتھ متصل ہو جائے اور اسکی رُوح خدا کی صفات میں منضم ہو جائے حتیٰ کہ اس کے ارادے وہی ہو جائیں جو خدا کے ارادے ہیں۔ اسکی خواہشات وہی ہو جائیں جو خدا کی خواہشات ہیں اور اسکے مقاصد وہی ہو جائیں جو خدا کے مقاصد ہیں۔ تب بندہ ایک رنگ میں خدا ہی بن جاتا ہے اور جو کچھ وہ چاہتا ہے وہی کچھ ہو جاتا ہے۔ نادان لوگ اسے دیکھ کر بعض دفعہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ وہ بندہ اپنے اندر خدائی صفات رکھتا ہے حالانکہ بات یہ نہیں ہوتی کہ اسکے اندر خدائی صفات آجاتی ہیں بلکہ بات یہ ہوتی ہے کہ اُس نے اپنی مرضی کو قربان کر کے خدا کی مرضی کو اختیار کیا ہوا ہوتا ہے اور گو بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ وہ جو چاہتا ہے وہی ہو جاتا ہے مگر دراصل وہ اپنی ذات میں کچھ چاہتا ہی نہیں۔ وہ وہی کچھ چاہتا ہے جو خدا چاہتا ہے اور چونکہ جو کچھ وہ چاہتا ہے وہ درحقیقت خدا کا ارادہ اور اس کا منشا ہوتا ہے اسلئے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسکی بات پوری ہوئی حالانکہ اسکی بات نہیں بلکہ خدا کی بات پوری ہوتی ہے۔ لوگ تو صرف اتنا دیکھتے ہیں کہ فلاں شخص کی زبان سے بات نکلی اور وہ پوری ہو گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ اسکی زبان میں بڑی تاثیر ہے حالانکہ اس کی زبان میں کوئی تاثیر نہیں ہوتی بلکہ تاثیر اسلئے ہوتی ہے کہ اُس نے اپنی زبان کاٹ دی ہوتی ہے، اس نے اپنے وجود کو مٹا دیا ہوتا ہے اور اسکی اپنی کوئی خواہش رہتی ہی نہیں۔ اسلئے جب وہ بولتا ہے تو اسکی زبان نہیں بولتی بلکہ خدا کی زبان بولتی ہے اور جب اسکی بات پوری ہوتی ہے تو اسکی بات پوری نہیں ہوتی بلکہ خدا کی بات پوری ہوتی ہے۔

یہی مطلب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا ہے کہ اسکے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہو جاتے ہیں یعنی وہ اپنے ہاتھوں کو معطل کر دیتا اور انہیں ایک آلہ کی طرح خدا کے ہاتھ میں دیدیتا ہے۔ جس طرح قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے اسی طرح جو کچھ اس کے ہاتھ کرتے ہیں وہ اسکے ہاتھ نہیں کرتے بلکہ خدا کے ہاتھ کرتے ہیں اسی طرح اسکے پاؤں خدا کے پاؤں ہو جاتے ہیں۔ اسکی آنکھیں خدا کی آنکھیں ہو جاتی ہیں اور اسکی زبان خدا کی زبان ہو جاتی ہے۔ ایسا انسان جب کسی ملک میں جاتا ہے تو وہاں خدا تعالیٰ کی برکتیں نازل ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور جب بات کرتا ہے تو زمین و آسمان میں تغیر پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور جب ہاتھ اُٹھاتا ہے تو اسکے ساتھ ہی آفاق میں تغیر و نما ہونے لگ جاتا ہے اسلئے کہ اس نے اپنے ہاتھ معطل کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس نے اپنے پاؤں معطل کئے ہوئے ہوتے ہیں اور اس نے اپنی زبان معطل کی ہوئی ہوتی ہے اور جو کچھ اس سے صادر ہوتا ہے وہی خدا تعالیٰ کا منشاء اور اس کا ارادہ ہوتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے

جس پر پہنچکر انسان دُنیا کے مصائب اور ابتلاءں سے اس رنگ میں محفوظ ہو جاتا ہے کہ وہ اُسے کچل نہیں سکتے۔ یہ نہیں کہ ایسے انسان پر مصیبتیں نہیں آتیں یا بیماریاں نہیں آتیں یا دشمن اسے تکلیفیں نہیں پہنچاتے یا حکومتیں اسے گرفتار یا قید نہیں کر سکتیں۔ یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ بیماریاں بھی آتی ہیں، مصیبتیں بھی آتی ہیں، دشمن بھی ستاتے ہیں اور حکومتیں بھی گرفتار کرتی اور قید کرتی ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے مگر گورنمنٹ نے انکو گرفتار کیا، قید میں رکھا اور پھر پھانسی پر لٹکا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول تھے مگر فرعون کے مقابلہ میں انہیں اپنا ملک چھوڑنا پڑا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ مقرب اور رسول اور تمام نبیوں کے سردار تھے مگر آپؐ کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ اسی طرح آپؐ کو مارا گیا، آپؐ کو پیٹا گیا، آپؐ کو زخم بھی لگے، آپؐ کے دانت بھی شہید ہوئے اور آپؐ پر ایسا وقت بھی آیا کہ آپؐ ایک گڑھے میں گر گئے اور کئی صحابہؓ کی لاشیں آپؐ پر آ پڑیں اور کفار نے یہ خیال کر کے خوشیاں منائیں کہ آپؐ فوت ہو گئے ہیں۔ پھر آپؐ بیمار بھی ہوئے اور بعض دفعہ لمبے عرصہ تک بیمار رہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح وفات کے وقت آپؐ کو اتنی شدید تکلیف ہوئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جان کنی کی تکلیف کو میں نے نہیں دیکھا میں یہی سمجھتی تھی کہ جسے جان کنی کے وقت شدید تکلیف ہو اس کا ایمان کمزور ہوتا ہے۔ مگر جب میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جان کنی کی تکلیف دیکھی تو میں نے اپنے اس خیال سے توبہ کی اور میں نے سمجھا کہ جان کنی کی تکلیف کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ہمارے ملک میں بھی عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جسے جان کنی کے وقت زیادہ تکلیف ہو وہ بُرا آدمی ہوتا ہے حالانکہ یہ تکلیف جسمانی طاقت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ کوئی شخص بہت مضبوط اور قوی ہوتا ہے اور کوئی کمزور اور نحیف ہوتا ہے۔ اب یہ بات ظاہر ہے کہ قوی چیز میں کوئی چیز گڑی ہوئی ہو تو اس کا نکالنا مشکل ہوتا ہے اور کمزور میں سے اس کا نکالنا آسان ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کے مسوڑھے کمزور اور گلے سڑے ہوں اور ان میں پیپ پڑی ہوئی ہو تو ایسے مسوڑھوں میں سے دانت آسانی سے نکل آئیں گے لیکن جس شخص کے مسوڑھے مضبوط اور قوی ہوں اور اسکے دانتوں کی جڑیں مسوڑھوں کی عمدگی کی وجہ سے مضبوط ہوں تو ڈاکٹر بعض دفعہ کئی کئی منٹ زور لگا کر اسکے دانت نکالتے ہیں۔ اب اگر جس شخص کا آسانی سے دانت نکل آئے اسکے متعلق کوئی کہنا شروع کر دے کہ اس کا دانت اسلئے آسانی سے نکلا تھا کہ وہ نیک تھا اور جس کا تکلیف سے دانت نکلے اسکے متعلق کہنا شروع کر دے کہ اس کا دانت اسلئے تکلیف سے نکلا تھا کہ وہ بُرا تھا تو یہ اسکی غلطی ہوگی۔ کیونکہ اس کا تعلق کسی کی نیکی یا بدی کے ساتھ نہیں بلکہ مسوڑھوں کی مضبوطی یا کمزوری کے ساتھ ہے۔ وہ شخص جس کا دانت آسانی سے نکل آیا تھا اسکے مسوڑھے گلے سڑے تھے اور وہ جس کا دانت تکلیف سے نکلا اس کا جسم تندرست اور مسوڑھے مضبوط تھے۔ جب مضبوط مسوڑھوں میں سے دانت نکالا جائیگا تو لازماً زیادہ زور لگیگا اور جب کمزور مسوڑھوں میں سے دانت نکالا جائیگا تو زور کم لگیگا۔ جیسے کیچڑ میں اگر کیلا گڑا ہوا ہو تو ایک بچہ بھی آسانی سے اُسے نکال سکتا ہے لیکن اگر پتھر میں گڑا ہوا ہو تو ایک مضبوط جوان بھی اسے نہیں نکال سکتا۔ اسی طرح مضبوط جسم میں سے جب جان نکلتی ہے تو بڑی مشکل سے نکلتی ہے جیسے پتھر میں سے کیلا نکالنا مشکل ہوتا ہے لیکن کمزور جسم میں سے آسانی کے ساتھ نکل جاتی ہے۔ اسی حقیقت کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ وہ انسان جس کے دل میں دُنیا کی محبت ہو اسکی جان سخت تکلیف سے نکلتی ہے لیکن دوسری طرف وہ لوگ جو دُنیا کی خیر خواہی میں گھل رہے ہوتے ہیں۔ اُن کی جان بھی مشکل سے نکلتی ہے۔ جو لوگ دُنیا کی محبت میں گھل رہے ہوتے ہیں انکی جان تو اسلئے مشکل سے نکلتی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں ہمیں جو چیز سب سے زیادہ پیاری تھی اب وہ ہمارے ہاتھ سے چھوٹ رہی ہے۔ اور انبیاء کی جان اس لئے تکلیف سے نکلتی ہے کہ انکے دل و دماغ پر اسوقت یہ خیال غالب ہوتا ہے کہ لوگ بغیر نگرانی کے رہ جائینگے معلوم نہیں بعد میں انکا کیا حال ہو۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ بنی نوع انسان میں کچھ اور مدت رہیں۔ اسلئے نہیں کہ وہ مزے اُڑائیں بلکہ اسلئے کہ لوگ ٹھیک بن جائیں۔ پس دُنیا کو چھوڑنا دونوں کے لئے ہی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ مگر ایک کی رُوح تو اسلئے تکلیف محسوس کرتی ہے کہ وہ دُنیا کے عیش اور آرام سے حظ اٹھانا چاہتا ہے اور دوسرے کی رُوح اسلئے تکلیف محسوس کرتی ہے کہ لوگ بغیر نگرانی کے رہ جائیں گے۔ پس بظاہر دونوں کو ہی تکلیف ہوتی ہے اور ایک نادان اور احمق انسان جو نہیں جانتا کہ یہ تکلیف کیوں ہوتی ہے یا جسے حقائق کا تجربہ نہیں ہوتا خیال کرتا ہے کہ شائد ایمان کی کمی کی وجہ سے یہ تکلیف ہو رہی ہے مگر جب اسکی عقل تجربہ سے راہنمائی حاصل کر لیتی ہے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ جان کنی کی تکلیف کی کئی وجوہ ہوتی ہیں۔ کبھی ایک نیک شخص جان کنی کی تکلیف اُٹھاتا ہے اور بد جان کنی کی تکلیف نہیں اُٹھاتا اور کبھی بد جان کنی کی تکلیف اُٹھاتا ہے اور نیک جان کنی کی تکلیف نہیں اُٹھاتا۔ اور اس کی وجہ وہی ہوتی ہے

جو میں بیان کر چکا ہوں کہ ایک کا جسم مضبوط ہوتا ہے اور دوسرے کا کمزور۔ اور کمزور جسم میں سے آسانی کے ساتھ جان نکل جاتی ہے لیکن مضبوط جسم میں سے آسانی کے ساتھ جان نہیں نکلتی۔ مثلاً ایک بوڑھا شخص جس کا جسم گھل چکا ہو بعض دفعہ باتیں کرتے کرتے اسکی جان نکل جاتی ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص کتنا نیک تھا کہ باتیں کرتے کرتے اسکی جان نکل گئی حالانکہ باتیں کرتے کرتے اسکی جان اسلئے نہیں نکلی کہ وہ نیک تھا بلکہ اسلئے نکلی کہ اس کی جان پہلے ہی مری ہوئی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک اندھے سے کسی نے کہا کہ سو جاؤ۔ تو وہ کہنے لگا ہمارا سونا کیا ہے چپ ہو جانا۔ یعنی سونا کس کو کہتے ہیں۔ اسکو کہ انسان آنکھیں بند کر لے اور خاموش ہو جائے۔ اب آنکھیں تو اس کی پہلے ہی بند تھیں۔ اس نے کہا کہ آپ جو کہتے ہیں کہ سو جاؤ تو میں نے اور کیا کرنا ہے خاموش ہو جاتا ہوں۔ تو کسی بوڑھے کی جان اگر آرام سے نکلتی ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ وہ بڑا نیک ہوتا ہے بلکہ یہ معنی ہوتے ہیں کہ اس کا جسم گھل چکا ہوتا ہے اور جان آسانی سے نکل جاتی ہے۔ جیسے بوسیدہ دانت گلے سڑے مسوڑھوں سے آسانی کے ساتھ الگ ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ روٹی کھاتے ہوئے لقمہ میں آ جاتا ہے۔ اسی طرح وہ انسان جس کا جسم گھل چکا ہوتا ہے جب عزرائیل اسکی جان نکالنے آتا ہے تو بوسیدہ اور ہلے ہوئے دانت کی طرح آسانی کے ساتھ اُسے الگ کر لیتا ہے لیکن جس کا جسم مضبوط ہوتا ہے اُسے جان کنی کی سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اور دوسری وجہ تکلیف کی یہ ہے کہ دُنیا سے شدید محبت ہو یا دُنیا میں اس کے سپرد کوئی ایسا اصلاح کا کام ہو جس کا چھوڑنا اس پر اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ دوسروں کی اصلاح کے خیال سے شاق گذرتا ہو۔

غرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پہلے یہی سمجھتی تھی جیسے آجکل عوام میں خیال پایا جاتا ہے کہ جس کی جان تکلیف سے نکلتی ہے وہ بُرا ہوتا ہے اور جس کی جان آرام سے نکلتی ہے وہ نیک ہوتا ہے مگر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جان کنی کی تکلیف کو میں نے دیکھا تو اس خیال سے توبہ کی اور میں نے سمجھا کہ اس کا تعلق ایمان کے ساتھ نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کو دُنیا میں تکالیف پہنچی ہیں اور کوئی نبی اور ولی ایسا نہیں گزرا جس پر مصیبتیں نہ آئی ہوں۔ مگر جو چیز ان پر نہیں آتی اور جس میں انبیاء دوسروں سے مستثنیٰ ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ ان پر کوئی ایسی تکلیف نہیں آتی جو انہیں مایوس کر دے یا خدا تعالیٰ کی رحمت سے انہیں محروم کر دے۔ ورنہ تکالیف ان پر بھی آتی ہیں اور بعض دفعہ تو بڑی بڑی تکلیفیں آتی ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو ابوجہل بیشک مر گیا اور خدا نے اسے دُنیا و آخرت میں ذلیل کر دیا لیکن جسمانی زندگی اور دنیا کے آرام کو اگر دیکھا جائے تو ابوجہل کی زندگی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے زیادہ آرام میں گزری ہے۔ بیشک اسکی زندگی کے آخری لمحات میں خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ اسکی آرام کی زندگی خدا تعالیٰ کے کسی فضل کا نتیجہ نہیں تھی بلکہ وہ ایسی ہی تھی جیسے شیطان کو ڈھیل دی گئی ہے لیکن اس سے پہلے لوگ یہی سمجھتے تھے کہ ابوجہل آرام میں ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تکلیف میں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کا انسان کے ہاتھ بن جانا یا پاؤں بن جانا یا زبان بن جانا یہ معنے نہیں رکھتا کہ ایسا انسان مصیبتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ ایسا انسان ان مصائب سے محفوظ ہو جاتا ہے جو تباہ کرنے والی ہوتی ہیں۔ ورنہ ظاہری تکالیف انبیاء کو بھی پہنچتی ہیں۔ شہیدوں کو بھی پہنچتی ہیں اور صالحین کو بھی پہنچتی ہیں۔ بلکہ شہید تو کہتے ہی اُسے ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں مارا جائے۔ پھر ہم شہید کو شہید کیوں کہتے ہیں اور ان دشمنوں کے متعلق جو لڑائی میں مارے جاتے ہیں یہ کیوں کہتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے عذاب سے مارے گئے ہیں۔ اسی لئے کہ شہید کی شہادت خدا تعالیٰ کے فضلوں کے نیچے ہوتی ہے اور اسکے دشمنوں کی موت خدا تعالیٰ کی لعنت کے نیچے ہوتی ہے۔ پس دشمن کی موت کو تو ہم عذاب قرار دیتے ہیں مگر شہید کی موت کو انعام سمجھتے ہیں۔ چنانچہ بدر میں مارے جانیوالے صحابہؓ کی ہم کتنی عزت کرتے ہیں لیکن بدر میں مارے جانیوالے کفار کے متعلق کہتے ہیں کہ خدا نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کیا۔ حالانکہ ایک ہی جگہ اور ایک ہی لڑائی میں دونوں مارے گئے تھے کفار بھی اسی لڑائی میں ہلاک ہوئے اور صحابہؓ بھی اسی لڑائی میں شہید ہوئے۔ مگر ایک کے متعلق تو ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان پر بڑا فضل کیا اور انہیں اپنے انعامات سے نوازا اور دوسروں کے متعلق کہتے ہیں کہ ان پر غضب نازل ہوا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ایک گروہ تو خدا تعالیٰ کے فضلوں کے نیچے مرا اور دوسرا گروہ اسکی لعنتوں کے نیچے مرا۔ تو اللہ تعالیٰ کا انسان کے ہاتھ ہو جانا یا پاؤں بن جانا یہ معنے نہیں رکھتا کہ ایسے انسان تکلیفوں سے

بچ جاتے ہیں بلکہ یہ معنے ہوتے ہیں کہ ایسے انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نیچے آجاتے ہیں اور ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا اتصال ہو جاتا ہے کہ انکی خواہشات خدا کی خواہشات بن جاتی ہیں اور انکی آرزوئیں خدا کی آرزوئیں بن جاتی ہیں۔ اسلئے وہ کبھی کوئی ایسی خواہش نہیں کر سکتے جس سے زد ہو جاتا ہو۔ مگر اس کے یہ معنے بھی نہیں کہ گھروں میں روزمرہ پیش آنے والے امور کے متعلق بھی ان کی ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے بلکہ اس سے مراد صرف وہ خواہشات ہیں جو انسانی زندگی کے مقاصد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً یہ تو ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک مقرب انسان کو پیچش کی شکایت ہو اور اس کی طبیعت خشکے کو چاہے تو وہ گھر میں تیار نہ ہو مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کی وہ خواہشات پوری نہ ہوں جو اس کی زندگی کے مقاصد کے ساتھ تعلق رکھتی ہوں۔ ورنہ بشریت کے ماتحت تو ایسا ہوتا ہی رہتا ہے کہ ایک انسان بعض دفعہ ایک چیز کی خواہش کرتا ہے اور وہ گھر میں موجود نہیں ہوتی یا چاہتا ہے کہ فلاں کام ہو جائے مگر وہ حسب منشاء نہیں ہوتا۔ لیکن ایسی خواہشات اپنے اندر کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتیں اور بعض دفعہ تو ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد انسان کو یاد بھی نہیں رہتا کہ اس کے دل میں کیا خواہش پیدا ہوئی تھی۔ پس جو خواہشات ایسے انسان کی لازماً پوری ہوتی ہیں وہ وہی ہوتی ہیں جو اس کی زندگی کے مقاصد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور جن کے پورا نہ ہونے سے اس کا آرام دُکھ سے بدل جاتا ہے۔ عام خواہشات اس میں شامل نہیں اور نہ ہی وہ اتنی اہم ہوتی ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو انسان ایسی خواہش کے پورا ہونے پر اسی وقت ہنس پڑتا اور ملال جاتا رہتا ہے۔

پس اسکے یہ معنی نہیں کہ ایسے انسان کی ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے بلکہ صرف وہ خواہشیں پوری ہوتی ہیں جو اس کی زندگی کے مقاصد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔

## تحریک جدید کی غرض یہی ہے کہ ان نوافل کے ذریعے انسان خدا تعالیٰ سے اتصال پیدا کرے

تحریک جدید کی غرض بھی یہی ہے کہ وہ لوگ جو اسکے چندہ میں حصہ لیں خدا ان کے ہاتھ بن جائے۔ خدا ان کے پاؤں بن جائے۔ خدا انکی آنکھیں بن جائے اور خدا ان کی زبان بن جائے اور وہ ان نوافل کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے ایسا اتصال پیدا کرلیں کہ ان کی مرضی خدا کی مرضی اور ان کی خواہشات خدا کی خواہشات ہو جائیں۔ اس عظیم الشان مقصد کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے تم غور کرو کہ جب تمہارا اس تحریک میں حصہ لینے سے مقصد یہ ہے کہ خدا تمہارے ہاتھ بن جائے۔ خدا تمہارے پاؤں بن جائے۔ خدا تمہاری آنکھیں بن جائے اور خدا تمہاری زبان بن جائے تو کیا خدا کبھی سُست ہوتا ہے؟ اگر نہیں تو تمہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر تمہارے اندر سُستی پیدا ہو گئی ہے تو تمہارا نفل کوئی اچھا نفل نہیں اور اسمیں ضرور کوئی نہ کوئی نقص رہ گیا ہے۔ ورنہ یہ کس طرح ممکن تھا کہ نوافل کے ذریعہ خدا تمہارے ہاتھ بن جاتا اور پھر بھی تمہارے ہاتھوں میں کوئی تیزی پیدا نہ ہوتی۔ خدا کا طریق تو یہی ہے کہ وہ اپنے کاموں میں جلدی کرتا ہے اور جس کام کے کرنیکا ارادہ کرتا ہے وہ فوراً ہو جاتا ہے۔

## جو شخص جلد ادائیگی کی فکر نہیں کرتا اسے سمجھنا چاہیئے کہ اسکا فعل ناقص ہے

پس جو شخص تحریک جدید کے چندہ میں حصہ تو لیتا ہے مگر اس چندہ کی جلد ادائیگی کا فکر نہیں کرتا اسے سمجھنا چاہیئے کہ اس کا فعل ناقص ہے۔ ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ خدا اسکے ہاتھ اور پاؤں بن جاتا۔ اور پھر بھی وہ نیکی میں پیچھے رہ جاتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ خدا کسی کے ہاتھ بن جائے اور وہ نیکی میں پیچھے رہ جائے یا خدا کسی کے پاؤں بن جائے اور پھر بھی وہ ثواب کے کاموں کے لئے حرکت نہ کرے۔ اور خدا اسکی زبان بن جائے اور پھر بھی وہ جھوٹا وعدہ کرے۔ جس شخص کے ہاتھ اور پاؤں خدا بن جاتا ہے وہ کبھی نیکی میں پیچھے نہیں رہ سکتا اور جس شخص کی زبان خدا بن جاتا ہے وہ کبھی جھوٹا وعدہ نہیں کر سکتا۔ پھر یہ کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ایک شخص کی زبان تو خدا کی زبان ہو گئی مگر وہ سارا سال اپنی زبان سے جھوٹا وعدہ کرتا رہا۔ یا اسکے ہاتھ تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ بن گئے مگر وہ ہمیشہ شل اور مفلوج رہے اور کبھی انہیں توفیق نہ ملی کہ وہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے آگے بڑھتے۔ یہ ناممکن اور قطعی طور پر ناممکن ہے اور اگر کسی شخص کے اندر یہ بات پائی جاتی ہے تو اس کے متعلق سوائے اس کے اور کیا سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کا یہ دعویٰ کہ اس کی زبان خدا کی زبان ہے' اس کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہیں اور اس کے پاؤں خدا کے پاؤں ہیں محض جھوٹ ہے۔ اگر اس کی زبان خدا کی زبان ہوتی تو وہ کوشش کرتا کہ اپنے وعدہ کو وقت پر پورا کرے کیونکہ خدا کی زبان جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اس کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہوتے تو وہ کبھی دین کے کاموں میں حصہ لینے کے موقع پر شل نہ ہو جاتے کیونکہ خدا کے ہاتھ مغلول نہیں ہوتے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ یہود ہنسی کے طور پر کہا کرتے تھے کہ کیا خدا کے ہاتھ شل ہیں اور وہ مغلول ہے کہ ہم سے چندہ طلب کرتا ہے۔ قرآن کریم اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ خدا کے ہاتھ شل نہیں بلکہ تمہارے اپنے ہاتھ شل ہیں۔ کیونکہ اگر تم سمجھتے کہ ہمارا دینا خدا کا دینا ہے تو تم خوشی سے چندے دیتے لیکن جب تم اپنے دل میں انقباض محسوس کرتے ہو تو معلوم ہوا کہ تمہارا ہاتھ خدا کا ہاتھ نہیں۔ اور جب تمہارا ہاتھ خدا کا ہاتھ نہیں تو تمہارے اپنے ہاتھ مفلوج ہوئے نہ کہ خدا کے ہاتھ۔ پس میں اُن تمام دوستوں کو جنہوں نے تحریک جدید کا چندہ ادا کرنیکا وعدہ کیا ہوا ہے توجہ دلاتا ہوں کہ اگر وہ اپنے چندہ کو مئی میں ادا نہیں کر سکے تو اب اسکی ادائیگی کا فکر کریں کیونکہ انسان کی نیکی اور تقویٰ کا معیار یہ ہوتا ہے کہ جب اُس سے کوئی غفلت یا سُستی ہو جائے یا بعض مجبوریوں کی وجہ سے کسی نیک تحریک میں جلد حصہ نہ لے سکے تو وہ نیکی کو اور بڑھا کر کرتا ہے تاکہ اسکی غلطی اور سُستی کا کفارہ ہو جائے۔ دُنیا میں کئی مجبوریاں بھی گناہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور بسا اوقات دل پر گناہوں کا زنگ لگ جانیکی وجہ سے اللہ تعالیٰ ظاہر میں مجبوریاں پیدا کر دیتا ہے تا وہ ثواب کے اعلیٰ مقام کو حاصل نہ کر سکے۔

## مئی میں ادا نہ کر سکنے والے دوست جون، جولائی، اگست میں ادائیگی کی کوشش کریں

پس وہ دوست جو مئی تک اپنے وعدوں کو پورا نہیں کر سکے اُنہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ اپنے وعدوں کو جون یا جولائی میں پورا کر دیں تاکہ انکی پچھلی غفلت کا کفارہ ہو سکے۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ وہ اکتوبر میں اپنا چندہ ادا کر سکتا ہے لیکن اِس وجہ سے کہ وہ مئی میں ادا کر کے سابقون میں شامل نہ ہو سکا اب کفارہ کے طور پر اگست میں ادا کر دیتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور ویسا ہی ثواب کا مستحق ہے جیسے مئی میں ادا کرنے والے۔ اور اگر کوئی شخص جولائی میں چندہ ادا کرنیکی طاقت رکھتا ہے لیکن وہ اپنی غفلت کے کفارہ کے طور پر اور اپنے نفس پر تکلیف برداشت کر کے جون میں چندہ ادا کر دیتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور ویسا ہی سمجھا جائیگا جیسے مئی میں ادا کرنیوالے۔ کیونکہ جب کسی سے غفلت ہو جائے تو بعد میں خواہ مقدار کے لحاظ سے زیادہ قربانی کرے اور خواہ تکلیف اُٹھا کر میعاد سے قبل اپنے وعدے کو پورا کر دے دونوں صورتوں میں اس کی کوتاہی کا کفارہ ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مستحق بن جاتا ہے۔

## کوتاہی کا ازالہ نہ کر سکنے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ نہیں لے سکتے!

مجھے افسوس ہے کہ بعض لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ چونکہ اب مقررہ وقت گزر گیا ہے اسلئے جلدی کی کیا ضرورت ہے۔ ایسے لوگ وقت کے گزر جانے کی وجہ سے اور بھی سُست ہو جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب انہیں جلدی کی کوئی ضرورت نہیں۔ مگر میرے نزدیک اس سے زیادہ بدقسمتی کی اور کوئی بات نہیں ہو سکتی کہ انسان پہلے تو کسی مجبوری کی وجہ سے نیکی سے محروم رہے اور بعد میں بے ایمانی کی وجہ سے نیک کام میں حصہ نہ لے سکے۔ حالانکہ جو لوگ مجبوری کی وجہ سے کسی نیک کام میں شریک ہونے سے ایک وقت محروم رہتے ہیں وہ بعد میں اگر اپنی کوتاہی کا ازالہ کر دیں تو بہت کچھ ثواب حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن اپنی کوتاہی کا ازالہ نہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ نہیں لے سکتے۔ مثلاً وہ لوگ جنہوں نے مئی میں چندہ ادا کیا ہے بالکل ممکن ہے کہ اُن میں کوئی شخص ایسا ہو جو دس ہزار روپیہ دینے کی توفیق رکھتا ہو مگر اس نے دینے صرف دس روپے ہوں۔ اب ہمارے نزدیک تو وہ مئی میں چندہ ادا کرنے کی وجہ سے سابقوں میں سمجھا جائے گا مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ دس ہزار روپیہ دینے کی طاقت رکھتا تھا مگر اس نے صرف دس روپے دیئے۔ دوسری طرف ممکن ہے کہ ایک شخص اکتوبر میں چندہ دے سکتا ہے مگر وہ اپنے نفس پر تکلیف برداشت کر کے جون یا جولائی میں چندہ ادا کر دیتا ہے۔ اب ہمارے نزدیک تو وہ مئی میں چندہ ادا کرنے والوں سے باہر سمجھا جائے گا لیکن خدا کے نزدیک ممکن ہے وہ مئی کے مہینہ میں چندہ ادا کرنے والے کئی لوگوں سے بہتر ہو کیونکہ اس نے اپنی طاقت سے زیادہ قربانی کی۔ پس کسی کا اس ابتلاء میں مبتلا ہونا کہ جب مئی میں میں وعدہ پورا نہیں کر سکا تو اب جلدی کی کیا ضرورت ہے اس کی بہت بڑی بدقسمتی کی علامت ہے۔ اور اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کا پہلا کام جو بندوں کی نظر میں بُرا لیکن خدا کی نظر میں اچھا تھا، اب وہ خدا کی نگاہ میں بھی بُرا بن گیا ہے۔

## جہاں تک ہو سکے تکلیف اٹھا کر وقت سے پہلے اپنا چندہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے!

پس اس قسم کا خیال اگر کسی کے دل میں پیدا ہو تو اسے جلد سے جلد دور کر دینا چاہیئے،

اور جہاں تک ہو سکے تکلیف اُٹھا کر وقت سے پہلے اپنا چندہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مَیں نے بار بار بتایا ہے کہ یہ روپیہ سلسلہ کے لئے جائیداد پیدا کرنے پر لگایا جاتا ہے۔ اور اس روپیہ سے جو زمینیں خریدی گئی ہیں اگر وقت پر ہم اس کی قسط ادا نہ کریں تو دس فیصدی جرمانہ پڑ جاتا ہے۔ پس جتنی جتنی کوئی شخص چندہ ادا کرنے میں دیر لگاتا ہے اتنی ہی وہ اپنے ثواب میں کمی کرتا اور سلسلہ پر دس فی صدی جرمانہ ڈالنے کا باعث بنتا ہے۔

مَیں اُمید کرتا ہوں کہ جو دوست اب تک تحریک جدید کا چندہ ادا نہیں کر سکے وہ اب جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اوّل تو وہ کوشش کریں کہ جون میں ہی ان کا چندہ ادا ہو جائے۔ اور اگر جون میں ادا نہ کر سکیں تو جولائی میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر جولائی میں ادا نہ کر سکیں تو اگست میں ادا کرنے کی کوشش کریں تا خدا تعالےٰ کے حضور وہ اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جو سباق کی رُوح اپنے اندر رکھتے اور نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو وہ اب مئی میں ادا کرنے والوں کی لسٹ میں نہیں آ سکتے مگر خدا کے نزدیک ممکن ہے کہ وہ اپنے اخلاص کی وجہ سے مئی میں ادا کرنے والوں کی فہرست میں آ جائیں۔ بلکہ ممکن ہے ایک شخص جون یا جولائی یا اگست میں چندہ ادا کرے خدا کے حضور اپریل بلکہ مارچ میں ادا کرنے والوں کی لسٹ میں آ جائے۔

## زمینداروں کی فصل آجکل فروخت ہو رہی ہے اس لئے وہ اِس ماہ ادائیگی کی کوشش کریں

اِس کے بعد مَیں زمینداروں کو بھی اِس تحریک کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ دفتر کی غلطی کی وجہ سے اِس دفعہ زمیندار دوستوں کے لئے بھی مئی کے آخر تک چندہ ادا کرنے کی تاریخ مقرر کر دی گئی تھی۔ حالانکہ زمیندار مئی کے مہینہ میں کوئی چندہ نہیں دے سکتے۔ کیونکہ مئی میں ان کی کوئی فصل نہیں نکلتی۔ وہ خریف کی فصل کی وجہ سے یا تو جنوری اور فروری میں ادا کر سکتے ہیں اور یا پھر ربیع کی فصل کی وجہ سے جون اور جولائی میں چندہ ادا کر سکتے ہیں۔ پس دفتر کو چاہیئے تھا کہ زمینداروں کے لئے تیس جون یا ۱۵ ر جولائی تک کی تاریخ مقرر کرتا۔ مگر اس نے غلطی سے زمینداروں کے لئے بھی ۳۱ ر مئی تک کی تاریخ مقرر کر دی۔ لیکن پھر بھی بعض مخلص زمینداروں نے اپنا چندہ ادا کر دیا ہے۔ خواہ انہیں کہیں سے قرض لیکر ہی ادا کرنا پڑا ہے۔ بہرحال چونکہ زمینداروں کے لئے یہ تاریخ موزوں نہیں تھی جس کی وجہ سے اکثر زمیندار دوست چندہ ادا نہیں کر سکے۔ اس لئے باقی زمیندار دوست کوشش کریں کہ جون کی ۳۰ تاریخ تک یا جولائی کی ۱۵ تاریخ تک اپنا چندہ ادا کر دیں۔ اس عرصہ میں انکی فصل فروخت ہو جائے گی اور انہیں اپنی رقم کے ادا کرنے کا موقع مل جائے گا۔

## بقایا دار دوست توجّہ کریں

اِس کے ساتھ ہی جو لوگ تحریک جدید کے بقایا دار ہیں اُنہیں بھی مَیں بقایوں کی ادائیگی کی طرف توجّہ دلاتا ہوں۔ اِس وقت تک گزشتہ سالوں کا پچیس تیس ہزار کے قریب روپیہ وصولی کے قابل رہتا ہے۔ مگر ان بقایا داروں میں سے بعض دوست کچھ ایسے مستقل مزاج واقع ہوئے ہیں کہ باوجود اس کے کہ اب تحریک جدید کا ساتواں (موجودہ اٹھارھواں دفتر اوّل اور آٹھواں دفتر دوم) سال گزر رہا ہے انہوں نے وعدہ کے باوجود کسی ایک سال کا چندہ بھی ادا نہیں کیا۔ یا صرف ایک یا دو سال میں چندہ ادا کیا ہے اور باقی سالوں میں کوئی رقم ادا نہیں کی۔

فرض کرو انہوں نے تیسرے سال کا چندہ لکھوایا تھا تو وہ سال گزر گیا اور انہوں نے چندہ میں ایک پیسہ بھی ادا نہ کیا۔ پھر چوتھا سال شروع ہوا تو انہوں نے اصرار کر کے چوتھے سال میں اپنا چندہ لکھوایا اور کہا کہ اب وہ تیسرے سال کا بھی چندہ ادا کریں گے اور چوتھے سال کا بھی۔ مگر چوتھا سال بھی گزر گیا اور انہوں نے نہ تیسرے سال کا چندہ ادا کیا نہ چوتھے سال کا۔ پھر پانچواں سال شروع ہوا اور انہوں نے اصرار کر کے کہا کہ پانچویں سال میں ہمارا اتنا وعدہ لکھ لیا جائے۔ ہم پچھلے سالوں کا چندہ بھی ادا کریں گے اور اس سال کا بھی۔ مگر نہ انہوں نے تیسرے سال کا چندہ دیا، نہ چوتھے سال کا چندہ دیا اور نہ پانچویں سال کا چندہ دیا۔ پھر چھٹا سال شروع ہوا تو انہوں نے پھر اپنا چندہ لکھوا دیا۔ مگر چھٹے سال میں بھی نہ انہوں نے تیسرے سال کا چندہ دیا، نہ چوتھے سال کا چندہ دیا، نہ پانچویں سال کا چندہ دیا اور نہ چھٹے سال کا چندہ دیا۔ اب ساتواں سال شروع ہوا تو انہوں نے پھر اصرار کر کے اپنا وعدہ لکھوایا مگر ان کی حالت اب بھی وہی ہے کہ نہ تیسرے سال کا انہوں نے چندہ دیا ہے نہ چوتھے سال کا چندہ دیا ہے، نہ پانچویں سال کا چندہ دیا ہے، نہ چھٹے سال کا چندہ دیا ہے، نہ ساتویں سال کا چندہ دیا ہے۔ ایسے لوگ چونکہ متواتر اور مسلسل ایک لمبے عرصہ تک جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور چونکہ انہوں نے دین سے تمسخر اور استہزاء کیا ہے

## جو دوست بار بار عہد کر کے پُورا نہ کریں اُن کے نام اخبار میں شائع ہونے چاہئیں

اس لئے مَیں دفتر کو ہدایت کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی لسٹ بھی وہ شائع کر دے تاکہ اگر ایک طرف اُن لوگوں کے نام یادگار رہیں جنہوں نے سچائی اور دیانت کے ساتھ اپنے عہد کو پُورا کیا تو دوسری طرف ان لوگوں کے نام بھی بطور یادگار محفوظ رہیں جنہوں نے جان بوجھ کر سلسلہ سے دھوکہ کیا اور ایک جھوٹی عزّت حاصل کرنے کے لئے وہ سالہا سال تک جھوٹ بولتے رہے۔ میرے نزدیک اگر ایک طرف مخلصین کا اخلاص ایسا ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے تو دوسری طرف یہ دھوکہ بازی بھی ایسی ہے جو عبرت کے طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اگر کسی چیز کے متعلق لوگوں کو مجبور کیا جائے اور کہا جائے کہ وہ اسمیں ضرور حصہ لیں تو اگر ان میں سے کوئی سُستی کرے تو وہ درگذر کے قابل سمجھی جا سکتی ہے اور خیال کیا جا سکتا ہے کہ اس کی اپنی مرضی شامل ہونیکی نہیں تھی۔ اسے چونکہ مجبور کیا گیا تھا اسلئے اس نے سُستی دکھائی۔ مگر جس قربانی کے متعلق بار بار کہا جاتا ہے کہ وہ طوعی اور نفلی ہے اور اس میں شمولیت جبری نہیں بلکہ ہر شخص کی مرضی اور رضا و رغبت پر منحصر ہے، اس میں اگر کوئی شخص اپنا نام پیش کر دیتا ہے اور پھر عملی رنگ میں کوئی قربانی نہیں کرتا اور نہ اپنے وعدے کو پُورا کرتا ہے تو اسکے متعلق سوائے اس کے اور کیا سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ ایک جھُوٹی عزّت کا دلدادہ ہے اور چاہتا ہے کہ وہ کام بھی نہ کرے اور اس کا نام بھی اُن لوگوں میں آ جائے جو مخلصین ہیں۔ پس چونکہ ایسے لوگوں نے ایک جھُوٹی عزّت حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے میرے نزدیک یہ لوگ تعزیری طور پر اِس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے نام شائع کر دیئے جائیں۔ تاکہ دوسروں کے لئے یہ نام عبرت کا موجب ہوں۔ اور وہ کبھی اپنے آپ کو تطوع کے طور پر اس کام کے لئے پیش نہ کریں جس کے کرنے کے لئے وہ دل سے تیار نہ ہوں۔ اور اگر وہ خوشی سے کسی قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں تو پھر چاہے جان چلی جائے اُنہیں اپنے عہد کو مرتے دم تک نباہنا چاہیئے۔ اور کسی قسم کی سُستی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔ ہاں ایسے لوگ جن کے ذمہ صرف ایک یا دو سال کی رقم ہو ان کے نام شائع نہ کئے جائیں۔ اُن کو ابھی اور مہلت دی جائے۔ تاکہ اگر مجبوری سے ایسا انہوں نے کیا ہے تو معافی لے لیں اور اگر جان بوجھ کر غفلت کی ہے تو اصلاح کر لیں ؛

---

خدا تعالےٰ سے کیا ہوا وعدہ بہت بڑی ذمہ داری رکھتا ہے ..... قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالےٰ سے کئے جاتے ہیں وہ مسئول ہیں۔ یعنی اُن کے بارے میں جواب طلبی ہوگی۔ وہ آدمی جس نے وعدہ نہیں کیا وہ کمزور ہے۔ اور خدا تعالےٰ اسے حقارت کی نظر سے دیکھے گا۔ لیکن جس نے وعدہ کیا اور اُسے پُورا نہیں کیا وہ مجرم ہے اور خدا تعالےٰ اسے سزا دے گا۔ پس یہ وعدے معمولی چیز نہیں۔

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

# تحریک جدید دفتر اول کے اٹھارہویں سال کا چندہ ۲۹ رمضان المبارک تک ادا کرنے والے مجاہد

(۱۳)

میاں عبدالحکیم صاحب پریزیڈنٹ مغل پورہ گنج خود ۱۵/-
" " والدہ مرحوم ۳۲/-
" " اہلیہ صاحبہ ۳۵/-
" " عبدالرشید صاحب پسر ۱۹/-
" " عبداللطیف پسر ۱۴/-
" " صالحہ مسرت بنت ۹/۸/-
ابو محمد صادق صاحب ہیڈ برانچ ریلوے لاہور ۸۵/-
شیخ عبادالرحمٰن صاحب بیڈن روڈ " ۲۱/-
امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر غلام علی صاحب مرحوم لاہور ۸/۷
عبدالکریم صاحب پسر " " ۱۳/-/-

ریکارڈ سے واضح ہوتا ہے۔ کہ لاہور کے حلقوں سے تحریک جدید کا چندہ ماہ مئی وجون میں بہت کم آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت کے حلقہ وار وعدوں کی وصولی کی نسبت کم ہے۔ حالانکہ اس سال میں سے سات ماہ کا عرصہ گذر گیا۔ اسی واسطے وکیل المال تحریک جدید کے دفتر سے صرف لاہور کی جماعت کے ہر ایک حلقہ کے عہدہ داران کو بلکہ تمام اُن جماعتوں کو جو مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کی ہیں۔ بہ حیثیت جماعت ان کے وعدہ جو وصولی کی اطلاع دے کر ان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ ۳۰ جولائی تک

جو صاحبان اولون میں آنے کی یا کسی کمی کیلئے آخری میعاد ہے۔ پوری کوشش کریں۔ بلکہ دفتر بعض ان کے وعدہ کرنے والے افراد کی خدمت میں بھی اس غرض سے ایک چٹھی ارسال کر چکا ہے۔ بہرحال جماعتیں کوشش کریں کہ ان کا وعدہ ۳۰ جولائی تک کم سے کم ۸۰ فی صدی ادا ہو جائے

مستری اللہ دتہ صاحب سیکرٹری کرتو ۹/-
میاں ولی محمد صاحب پنڈی چری ۱۳/-
بابو محمد اقبال خان صاحب گوجرانوالہ ۵۵/-
چوہدری عزیز اللہ صاحب ایڈووکیٹ وزیرآباد ۶۶/-
اہلیہ صاحبہ شیخ حبیب اللہ صاحب وکیل حافظ آباد ۴۱/-
صوفی محمد یعقوب صاحب گکھڑ ۵/۳/-
ماسٹر کرم شاہ صاحب گوجرہ ۹/۱۲
خواجہ عبدالحق صاحب پان فروش ۹/۱۰
بیگم صاحبہ چوہدری دوست محمد صاحب مرحوم جڑانوالہ ۱۰/-/-
ڈاکٹر بشیر احمد صاحب چک ۱۲۷ بہلیل پور ۳۶/-
شیخ عبدالرحمٰن صاحب نائب تحصیلدار جڑانوالہ خود ۲۸/-
" اللہ دتہ صاحب مرحوم ۱۸/-
محترمہ بیگم صاحبہ آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب لاہور ۳۱۶/-

## اعلان دارالقضاء

سیکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ نے درخواست دی ہے۔ کہ فاطمہ بی بی صاحبہ زوجہ قاسم خان صاحب گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے ذمہ ۳۳/۵/۳ روپیہ چندہ وصیت کے واجب الادا ہیں۔ ان کے لڑکوں مسمیان بشیر احمد صاحب و ناصر احمد صاحب سے یہ رقم دلائی جائے۔ لہٰذا ان کو بذریعہ اعلان اخبار اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ بتاریخ ۲/۸/۵۲ پیروی مقدمہ کے لئے دفتر قضاء میں تشریف لائیں۔ بصورت عدم تشریف آوری زیر ہدایت ۶۲ یکطرفہ کارروائی کی جائے گی۔

(ناظم قضاء)

## ولادت

مورخہ ۱۱ جولائی بروز جمعہ میرے ہاں تیسرا لڑکا پیدا ہوا۔ احباب نومولود کی صحت و درازیٔ عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔

(عبدالقدیر عاصم گنج مغلپورہ — لاہور)

## اعلان برائے اشاعت

بعض احباب صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ کے متعلقہ ڈاک محاسب صاحب یا ناظر صاحب بیت المال صدر انجمن احمدیہ کو بھجوا دیتے ہیں۔ اسی طرح ایک دوسرے دفتر میں ڈاک بھجوانے میں تعمیل کرنے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ اس لئے حساب داران امانت ذاتی مطلع رہیں۔ کہ وہ امانت سے متعلقہ ڈاک براہ راست افسر انچارج صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ کے نام بھجوایا کریں۔ ورنہ تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری صیغہ امانت پر نہ ہو گی۔

(افسر امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

(۲) مورخہ ۶/۱۰/۵۲ کو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاں پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت امیرالمومنین نے نومولود کا نام عطاء اللہ تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان کی خدمت میں درخواست ہے کہ نومولود کی صحت اور درازی عمر اور خادم دین بنائے۔

(محمد احمد ننگوی پروپرائٹر جھیرو موزی حال گوجرانوالہ)

# وی پی طلب کرنا

اپنے آپ کو اور سلسلہ کو نقصان پہنچانا ہے۔ سیدھا اور محفوظ طریق یہ ہے کہ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھجوائی جائے۔ اس سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔ کیونکہ وی پی طلب کرنے کے لئے پہلے آپ ایک کارڈ یا لفافہ دفتر کو لکھتے ہیں۔ جو دو یا تین دن میں دفتر کو ملتا ہے۔ پھر دفتر ہذا کی طرف سے وی پی بھجوایا جاتا ہے جو آٹھ دس دن میں طلب کنندہ کو پہنچتا ہے۔ طلب کنندہ کے وی پی چھوڑا لینے کے بعد تو بعض دفعہ صرف آٹھ دس دن میں رقم دفتر ہذا میں پہنچتی ہے مگر خریدار اسی دن سے پرچہ کا منتظر رہتا ہے۔ کہ جس دن اُس نے وی پی چھوڑایا تھا۔

بسا اوقات وی پی چھوڑائے جانے کے بعد ڈاکخانہ کی دفتری کارروائی یا غفلت میں پھنس جاتا ہے۔ اس لئے دفتر اس لحاظ سے معذور ہوتا ہے۔ کہ اس کے پاس رقم نہیں آئی۔ اور خریدار اس لحاظ سے پریشان ہونے میں ایک حد تک حق بجانب ہوتا ہے۔ کہ وہ ڈاکخانہ کو رقم دے چکا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وی پی کا خرچ (منی آرڈر کی فیس کے علاوہ) مزید پانچ آنہ خریدار کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ پس وی پی منگوانے میں ایک تو اٹھارہ بیس دن کا انتظار کرنا پڑا بعض صورتوں میں جبکہ وی پی ڈاکخانہ میں پھنس جائے مہینوں کا انتظار، دگنا خرچ اور گمشدگی کی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر منی آرڈر میں ایک خریدار چار یا پانچ دن میں بہت کم خرچ پر پرچہ جاری کرا سکتا ہے۔ آپ قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر بھجواتے ہوئے کوپن پر جو چاہیں لکھ دیجئے۔ رقم ملتے ہی پرچہ جاری کر دیا جائے گا۔ آپکو انتظار نہ کرنا پڑے گا۔ نئے خریدار خصوصاً وی پی منگوانے سے اجتناب فرمائیں اور اپنے آپ کو اور دفتر ہذا کو نقصانِ رقم اور وقت سے محفوظ رکھیں۔

## ہمارے مشتہرین سے استفسار کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیں!

## اعلان نکاح

مورخہ ۷/۵۲ کو چوہدری محمد اسحٰق صاحب امیر جماعت احمدیہ گنگاپور کے فرزند محمد افضل کا نکاح مسماۃ سعیدہ بیگم بنت مسماۃ جنت مسماۃ جنت بی بی سے ۸۰۰/ روپیہ مہر پر ہوا۔ نکاح کی تقریب سعید پر چوہدری محمد اسحٰق صاحب نے ایک صد روپیہ اور جنت بی بی صاحبہ نے دس روپیہ بیرون ممالک کی مسجد میں چندہ دیا۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ فریقین کے لئے یہ رشتہ بابرکت کرے اور جماعت کے لئے بہتر بنا دے۔ آمین

(نور محمد دہلوی)

آنحضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت ہی سخت تاکیدی فرمان مہدی کے ظہور کی خبر سنتے ہی تم پر فرض ہے کہ تم اس کی جماعت میں داخل ہو جاؤ خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے (مسلم) یہ نہایت ہی سخت تاکیدی حکم ہے۔ احمدی جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ غفلت میں پڑی ہوئی دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پہنچائے۔ اس کی آسان راہ یہ ہے۔ کہ آپ اپنے علاقہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کے اور لائبریریوں کے پتہ جات روانہ فرمائیے ہم یہاں سے ان کو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے۔

**عبداللہ الٰہ دین**
سکندرآباد — دکن

(بقیہ صفحہ ۲)

## ہمارے پاس صرف اسلام کا پستول ہے

کہ کیا آپ کا یہ جواب سنکر اہل محشر شرم سے پانی پانی نہ ہو جائیں گے۔

مولانا۔ آپ نے خواہ مخواہ جناب آقائے مرتضےٰ احمد خاں صاحب میکش کی تقلید فرمائی ہے وہ میکش ہیں اگر بہک جائیں تو بہک جائیں۔ آپ تو ہوش و حواس میں تھے۔

اگر بیچارے احمدی مہاجرین نے اپنی آپ مدد کرکے بستی بسالی ہے تو اس نے کونسا ظلم کیا ہے۔ آپ کو جن کے دل میں اسلام اور قوم کا اتنا درد ہے۔ کہ گویا ع

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

تو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ کم سے کم مسلمانوں کی ایک جماعت تو ایسی مہاجرین کی نکلی کہ جس نے حکومت اور قوم کی گریبان دیدگی کی بجائے خود ہی جنگل بیابان میں جہاں کبھی انسان کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی اپنا جنگل میں منگل بنا لیا ہے۔ آپ کے دل میں اگر واقعی پاکستان کی خیر خواہی ہوتی۔ تو آپ دوسری جماعتوں کے سامنے ہماری مثال پیش کرکے ان کو بھی ہماری تقلید کی تلقین فرماتے مگر سیاست نے آپ کو یہ مفید ملک و قوم کام کو الٹا کر دکھایا ہے

آخر میں ہم آپ کی خدمت میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ تو لکھے پڑھے مسلمان ہیں۔ مودودیوں اور احراریوں سے ملکر اپنے علم و فضل کو بٹہ نہ لگائیے۔ اگر سیاسی پارٹی بازی کی بجائے آپ واقعی اسلام کی خدمت میں مصروف ہو جائیں تو یقیناً چند ہی دن میں آپ ملک و قوم کے دل میں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں۔ اور وہ عزت حاصل کر سکتے ہیں جس کی تلاش میں ایسی تخریبی کنونشنوں میں بھی آپ نے حصہ لینے سے گریز نہیں کیا

ایک اور بات ہم جناب سے پوچھتے ہیں۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ دنیا کی کوئی حکومت ایسی ہو سکتی ہے۔ جو ایسے فضول مطالبات پر ایک غلط انداز نگاہ بھی ڈالے۔ کیا کسی حکومت کا یہ اختیار ہے کہ کسی آدمی کا مذہب اس کے خلاف مرضی تبدیل کر دے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ کیا دنیا کی کسی حکومت کو یہ اختیار ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی اسلامی حکومت کیوں نہ ہو کہ وہ کہے کہ تو مسلمان نہیں۔ خاصکر جب کہ وہ صرف زبانی اقرار نہ کرتا ہو بلکہ قرآن اور سنت رسول اللہ کا عملاً بھی پابند ہو۔

مولانا آپ جیسا لکھا پڑھا آدمی اپنے دل میں ایسا خیال بھی کس طرح لا سکتا ہے۔ کیا آپ بھی مودودی یا احراری ہیں۔ کیونکہ ایسے بے معنی خیالات تو مودودیوں اور احراریوں کے ٹیڑھے ذہن میں ہی سما سکتے ہیں۔

## جھوٹا الزام

احراری مودودی کنونشن میں ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ خود امام جماعت احمدیہ نے ایک دفعہ ایک انگریز سے کہا تھا کہ ہمیں اقلیت تسلیم کرو یہ ایک ایسا سفید جھوٹ ہے کہ حیران ہیں کہ اسلام کے یہ ستون آخر اللہ تعالےٰ کو کیا جواب دیں گے۔ اس قرارداد کے الفاظ ہم ذیل میں معاصر روزنامہ زمیندار سے نقل کرتے ہیں

"۷۔ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیانی نے وزارتی مشن کی آمد کے زمانہ میں اپنی جماعت کو علیحدہ تسلیم کرانے کا مطالبہ پیش کیا تھا۔ جس کا اس نے خود ذکر کیا میں نے اپنے ایک نمائندہ کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں۔ جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو۔ اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو ایک مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کردو۔ اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔"

(زمیندار ۱۵/۷/۵۲)

اس قرارداد میں نہ صرف جھوٹ بولا گیا ہے بلکہ اصل حوالہ میں ردو بدل اور تحریف بھی کی ہے اور مفہوم کو بگاڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ اصل حوالہ میں "اقلیت" کا لفظ ہرگز نہیں آتا۔ اصل بات یہ ہے کہ جس خطبہ سے یہ حوالہ توڑ مروڑ کر لیا گیا ہے وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی نے اس وقت دیا تھا۔ جب تقسیم سے کچھ دیر پہلے لارڈ ویول نے مسلم لیگ کے مطالبات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہندوستان میں عبوری کیبنٹ بنا دی تھی۔ اور مسلم لیگ نے اس کا مقاطعہ کر رکھا تھا۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ مسلم لیگ کی مدد کے لئے دہلی تشریف لے گئے تھے اور واپسی پر یہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مقاطعہ کو مسلمانوں کے لئے سخت نقصان دہ سمجھا اور آپ دہلی تشریف لے گئے تاکہ مسلم لیگ کے مطالبات کو تقویت پہنچائی جائے آپکی غرض وہاں جانیکی یہ تھی کہ ہندوؤں اور انگریزوں پر واضح کر دیں کہ جو مسلمانوں کی جماعتیں بظاہر کسی وجہ سے مسلم لیگ میں شامل نہیں ہیں۔ انکو کہیں مسلم لیگ کا مخالف نہ سمجھ لیا جائے اور انگریز اور ہندو یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ وہ مسلم لیگ کے بغیر بھی ان جماعتوں کے تعاون سے ملکی حکومت قائم کر سکتے ہیں۔ آپ نے صاف صاف لفظوں میں جتا دیا تھا کہ خواہ مسلم لیگ ہمیں شامل کرے یا نہ کرے ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ اور اسکے مطالبات کی حمایت کرتے ہیں اس نقطہ نظر سے ہی آپ نے ایک انگریز سے شکایت کی کہ کسی کام کے وقت ہماری جماعت سے کوئی مشورہ نہیں کیا جاتا۔ اس سے آپ کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ ہم مسلمانوں کے سواد اعظم سے اصولاً کوئی علیحدہ اقلیت ہیں بلکہ اسکے بالکل الٹ آپ کا یہ مطلب تھا کہ مسلم لیگ کے علاوہ بھی بعض مسلمانوں کی جماعتیں ایسی ہیں۔ جو خواہ مسلم لیگ میں شامل ہوں یا نہ ہوں۔ پھر بھی وہ مسلم لیگ کی حامی ہیں اور لبطور ایک مسلمان کے اس کے مطالبات کی تائید کرتی ہیں جیسا کہ جماعت احمدیہ ہے۔

اس پر جب انگریز نے کہا کہ آپ سے ہم اسلئے نہیں پوچھتے کہ آپ کی جماعت سیاسی جماعت نہیں بلکہ مذہبی جماعت ہے۔ تو آپ نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی مذہبی جماعتیں ہیں نہ پوچھنے کی وجہ اگر مذہبی جماعت کا عذر ہے تو یہ غیر معقول ہے۔ پارسیوں کو جن سے ہماری جماعت دوگنی ہے باوجود ایک مذہبی جماعت ہونے کے پوچھا جاتا ہے اور ان کے حقوق بھی محفوظ کئے جاتے ہیں۔ آپ نے یہ مسلمانوں کے مقابل نہیں بلکہ ہندوستان کی تمام مسلم اور غیر مسلم جماعتوں اور پارٹیوں کے مقابلہ میں کہا تھا۔ اور ایسا آپنے محض مسلم لیگ کی حمایت کے لئے فرمایا تھا کہ اُسکے خلاف یا بالمقابل ——— جب آپ دہلی گئے ہی اسلئے تھے۔ جیسا کہ ان دنوں بھی احراری زور لگا رہے تھے۔ کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کہیں دشمنوں کا پراپیگنڈا نہ چل جائے اور ہمیں مسلمانوں سے علیحدہ نہ سمجھ لیا جائے۔ تو یہ کہنا کہ آپ نے اسوقت یہ مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں اقلیت قرار دیا جائے۔ کتنا مضحکہ خیز ہے۔ آپ تو احراریوں کے توڑ کے لئے گئے تھے جو اس وقت کانگریس کے ہاتھوں میں کھیل رہے تھے۔ اور ہر طرح مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کو فیل کرانا چاہتے تھے۔ ان کی اسوقت یہی چال تھی کہ مسلمانوں کے جتنے بھی ووٹ کم کئے جائیں ان کی اغراض کے لئے مفید ہو گا۔ اسلئے وہ جماعت احمدیہ کے خلاف کعزوامتداد اور اسے اقلیت قرار دلانے کی اسوقت بھی آج کی طرح نعرہ بازی کر رہے تھے۔ آپ تو یہ ثابت کرنے گئے تھے کہ ہماری جماعت بھی مسلمانوں کے مطالب میں جن کی نمائندہ مسلم لیگ ہے ان کے ساتھ شامل ہے ہماری جماعت مسلمانوں کی ایک جماعت ہے اور ہمارے یہ دوست ہیں کہ یہ معنی نکال رہے ہیں کہ آپ نے کہا تھا کہ ہمیں اقلیت قرار دیا جائے۔

# الفضل کا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نمبر

ہر محب وطن پاکستانی موجودہ احرار ایجی ٹیشن کے اسباب جاننے کیلئے روزنامہ الفضل لاہور کے مطالعہ کا اشتیاق رکھتا ہے اور الفضل کی خریداری میں روزبروز اضافہ ہو رہا ہے۔

ہم نے احباب کی خواہش کی تکمیل کیلئے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں ضروری مضامین یکجائی طور پر خاتم النبیین نمبر کی صورت میں شائع کئے جائیں تاکہ وقت کی اہم ضرورت پوری ہو سکے۔ آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اس قسم کے خاص نمبر میں آپ کا اشتہار کس قدر مفید نتائج پیدا کر سکتا ہے اسکی زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ عام اشاعت کے علاوہ یہ خاص نمبر ہزاروں کی تعداد میں ملک کے طول و عرض میں اشاعت پذیر ہو گا۔ اسلئے آپ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور بواپسی اپنے اشتہار کا مسودہ اور اجرت اشتہار ارسال فرما کر اس نمبر میں جگہ ریزرو کرالیں۔ وقت بہت کم ہے اور یہ پرچہ ۲۱ جولائی ۱۹۵۲ء کو تیار ہو کر پریس میں چلا جائے گا (انشاء اللہ تعالےٰ) اس لئے مسودہ دیا چربہ اشتہار اور اجرت اشتہار بھجوانے میں فوری اقدام کرکے اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے خاص موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔

(مینجر اشتہارات الفضل لاہور)

## تین نایاب کتابیں

تفسیر کبیر سورۃ یونس تا کہف۔ تذکرہ اور وہ تفسیر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں بیان فرمائی ہے اور چشمہ عرفان کے نام سے موسوم ہے۔ مکمل سیٹ ان تینوں نایاب کتب کی قیمت صرف ایک سو روپیہ ہے۔

مینجر دار الکتب احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ